34306 ـ میں ربانی بننا چاہتا ہوں.... دس وصیتیں

سوال

میرا ایك چھوٹا سا سوال ہے: وہ یہ کہ میں جنت میں جانا پسند کرتا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ نفس کے ساتھ جہاد کروں، میں روزانہ اپنی والدہ کا ہاتھ چومنا چاہتا ہوں، میں شیطانی خواہشات سے دور رہنا چاہتا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالی مجھے روز قیامت ربانی بندے کے لقب سے پکارے ان شاء اللہ، میں اپنے بھائیوں سےمحبت کرنا چاہتا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ میرا ایمان بڑھتا ہی رہے، مجھے کیا کرنا چاہیے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

ہماری اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ آپ کو ہمیشہ حق پر ثابت قدم رکھے، اور آپ کی مراد اور خواہش پوری فرمائے، اور آپ کو توبہ اور رجوع کرنے والوں سے بنائے جو حق کو پہچانتے ہیں، اور حق کا دفاع کرتے ہیں، اور دین اسلام پر مضبوطی سے عمل پیرا ہوتے ہیں.

آپ نے جو سوالات مشورہ طلب کرتے وقت کیے ہیں وہ سوالات فطرت سلیمہ اور صاف ستھرذہنیت پر دلالت کرتے ہیں، اور اس سے علم ہوتا ہے کہ آپ بلندی تك پہنچنے کی بہت بڑی رغبت رکھتے ہیں، اور ہر حقدار کو اس کا حق ادا کرنے کی بھی رغبت ہے، یہ خواہشات بہت عظیم الشان ہیں، جو ایمان کے ساتھ ہی پائی جاسکتی ہیں.

اور جیسا کہ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی سے ان کا قول مروی ہے:

" ایمان خواہش اور آروزوں کا نام نہیں، اور نہ ہی زیب و زینت اور زیور پہننے کا نام ہے، لیکن ایمان وہ ہے جو دل میں گھر کرے اور عمل اس کی تصدیق کرتا ہو.

میرے بھائی یہاں سے ہم آپ کے ساتھ ایمان کے معاملہ میں داخل ہوتے ہیں کہ ربانیت تك پہنچنے میں اس کی کیا اہمیت ہے، اور رضامندی کا حصول اور والدین سے حسن سلوك اور جنت کے حصول کی کامیابی کا سفر کریں گے.

کسی نے کیا خوب کہا ہے:

جو بلند مرتبہ حاصل کرنا چاہتا ہے وہ راتوں کو بیدار ہوتا ہے، اور شاعر نے کیا خوب کہا:

اس کے لیے خوشخبری ہے رات جس کی آنکھیں بیدار رہتی ہیں، اور اس نے اپنے آقا و مولا کی محبت کے قلق میں

رات بسر کی.

اور وہ اکیلا ہی رات بھر ستاروں کی رکھوالی کرتا رہا، اس اللہ کے شوق سے اور اللہ تعالی کی آنکھیں اس کی دیکھ بھال کرتی رہیں.

اور اسی لیے فضیل رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" دلوں کے لیے حرام ہے کہ وہ دنیا میں زھد اختیار کیے بغیر ایمان کی حلاوت اور مٹھاس حاصل کرلیں"

اور ان کا یہ بھی قول ہے:

" اگر تم رات کو قیام کرنے، اور دن میں روزہ رکھنے کی قدرت نہیں رکھتے تو آپ کو علم ہونا چاہیے کہ آپ محروم ہیں"

لھذا پکا اور سچا مومن وہ ہے جو ایك دہکتے ہوئے انگارے جیسا دل رکھتا ہے، اور اسی لیے امام حاکم رحمہ اللہ تعالی نے اپنی مستدرك اور طبرانی نے معجم الطبرانی میں صحیح سند کے ساتھ روایت بیان کی ہے کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" یقینا تمہارے ایك کے دل میں ایمان بوسیدہ اور پرانا ہو جاتا ہے جس طرح ایك کپڑا بوسیدہ اور پرانا ہوتا ہے، اللہ تعالی سے سوال کیا کرو کہ وہ تمہارے دلوں میں ایمان کی تجدید کر دے"

یعنی کپڑے کی طرح دل میں ایمان بھی بوسیدہ ہو جاتا ہے.

اور بعض اوقات مومن کے دل پر معصیت و نافرمانی کے بادل چھا جاتے ہیں، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی صورت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

" کوئی ایسا دل نہیں جس میں چاند کے بادلوں کی طرح بادل نہ ہو، جب اس پر بادل چھا جاتا ہے تو اس میں اندھیرا ہو جاتا ہے، اور جب اس سے بادل چھٹ جاتا ہے تو روشن ہو جاتا ہے"

اسے امام طبرانی رحمہ اللہ تعالی نے طبرانی الاوسط میں روایت کیا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے صحیح قرار دیا ہے.

اسی طرح مومن کے دل پر بھی بعض اوقات اندھیرے بادل چھا جاتے ہیں تو اس کی روشنی اور نور چھپ جاتا ہے، اور وہ اندھیرے اور وحشت میں رہ جاتا ہے، اور جب وہ ایمانی قوت و طاقت اور ایمانی بیلنس بڑھانے کی کوشش کرے

اور اللہ تعالی سے مدد و تعاون طلب کرے تو یہ بادل چھٹ جاتے اور اس کے دل کا نور واپس آکر اسے روشن کر دیتا ہے۔

اسی لیے بعض سلف سے یہ قول مروی ہے کہ:

" بندے کی فقاہت میں یہ شامل ہے کہ وہ اپنے ایمان کا خیال رکھے، اور اس میں کمی نہ ہونے دے"

اور بندے کی فقاہت میں یہ بھی ہے کہ:

" اسے علم ہونا چاہیے کہ شیطانی وسوسے کہاں سے اور کس طرح آتے ہیں"

لھذا ایمان کی طرف پلٹنا ضروری ہے، جب آپ ایمان اور اس کے تقاضوں کی طرف پلٹیں گے، تو پھر آپ جو چاہتے ہیں وہ بھی حاصل کرسکیں گے، اسی لیے میں آپ کے سامنے ایك قاعدہ اور اصول وضع کرتا ہوں، جس سے آپ ایمان کے وجود یا عدم وجود کو پرکھ سکیں گے۔

امام ابن جوزی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

اے دروازے سے دھتکار دیے جانے والے، اے احباب کی ملاقات سے محروم کر دیے جانے والے، جب تم بادشاہ کے ہاں اپنی قدروقیمت معلوم کرنا چاہو تو پھر یہ دیکھو کہ وہ تم سے کونسا کام لیتا ہے، اورکس کام میں لگاتا ہے اور کونسے اعمال میں مشغول کرتا ہے، بادشاہ کے دروازے کے باہر کتنے ہی لوگ کھڑے ہیں، لیکن اس اندر وہی داخل ہوتا ہے جس کا خیال رکھا جائے، ہر دل قرب کے لیے درست نہیں ہوتا، اور نہ ہی ہر سینے میں محبت ہوتی ہے، اور نہ ہی ہر باد نسیم سحری کی باد نسیم کے مشابہ ہوتی ہے" .

اور جب آدمی یہ معلوم کرنا چاہے کہ وہ اللہ تعالی کے کتنا نزدیك ہے، اور اللہ تعالی کے اوامر اور نواہی سے اس کا کتنا تعلق ہے، تو اسے اپنی حالت کی طرف دیکھنا چاہیے، اور وہ دیکھے کہ وہ کس کام میں مشغول ہے، لھذا اگر تو وہ دعوت و تبلیغ اور اس کے متعلق امور میں مشغول ہے، اور مخلوق کو آگ میں داخل ہونے سے بچا رہا ہے، اور جنت کے حصول اور کامیابی کے لیے اعمال کر رہا ہے، اور کمزور و لاچار اور ضرورتمنت شخص کی مدد کرتا ہے، اور والدین کے ساتھ حسن سلوك کرتا ہے، تو اسے خوش ہو جانا چاہیے اور اسے اللہ مالك الملك جو شہنشاہ ہے کے قرب اور اس کے ہاں اس کے مرتبہ کی خوشخبری دی جاتی ہے، کیونکہ اللہ تعالی تو خیر و بھلائی کی توفیق صرف اسی شخص کو دیتا ہے جس سے اللہ تعالی محبت کرے۔

اور اگر وہ دعوت و تبلیغ سے بھاگتا ہے، اور دعوت وتبلیغ کا کام کرنے والے مبلغین حضرات سے نفرت کرتا اور بغض رکھتا ہے، اور بھلائی اور خیر کے کاموں سے دور بھاگتا ہے، دنیا اور اسکے حصول میں مشغول ہے، اور

سوائے قیل وقال کے کوئی کام نہیں، اور کثرت سے سوال کرتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ اعمال کم ہیں، اور اپنی خواہشات اور شہوات کے پیچھے بھاگتا پھرتا ہے، تو اسے یہ جان لینا چاہیے کہ وہ اللہ تعالی سے دور ہے، اور جنت کے قریب کرنے والی اشیاء سے محروم ہے، جبکہ اللہ عزوجل اپنی کتاب میں فرماتا ہے:

جس کا ارادہ صرف جلدی والی دنیا (کا فوری فائدہ) ہی ہو اسے ہم یہاں جس قدر اور جس کے لیے چاہیں سردست دے دیتے ہیں بالآخر اس کے لیے جہنم مقرر کر دیتے ہیں جہاں وہ برے حالوں دھتکارا ہوا داخل ہو گا، اور جس کا ارادہ آخرت کے حصول کا ہو اور جیسی کوشش اس کے لیے ہونی چاہیے وہ کرتا بھی ہو اور وہ ایمان والا بھی ہو، پیس یہی لوگ ہیں جن کی کوشش کی اللہ تعالی کے ہاں پوری قدر دانی کی جائے گی.

میرے بھائی.....

اگر آپ ہر قسم کی خیر وبھلائی میں اونچا مقام اور مرتبہ حاصل کرنا چاہتے ہیں، جس میں یہ بھی ہے کہ آپ ربانی بندہ بنیں، اور اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوك کرنے والے بنیں، اور جنت کو حاصل کرنے والے ہوں، تو پھر آپ کو مندرجہ ذیل کام کرنا ہونگے:

اول:

اپنے نفس کے اندر ایمان بیدار کریں، وہ ایك ایمان ہی ایسی چیز ہے جو ایك مسلمان شخص کی دنیا و آخرت کی گمشدہ اشیاء تك پہنچنے کا راز اور راستہ ہے، ایمان ہی ہر خیر و بھلائی کی چابی اور کنجی ہے، اور ہر شرو برائی کو بند کرنے اور روکنے والا ہے.

ایمان کا باعث بننے اور پیدا کرنے والے اور نفس میں جاگزیں کرنے والے وسائل بہت زیادہ اور کئی ایك ہیں، ان میں سے اطاعت و فرمانبرداری میں کثرت اور اعمال صالحہ بھی ہیں.

دوم:

آپ اپنے مولا و آقا کی طرف سچائی اور صدق کے ساتھ متوجہ ہوں، جیسا کہ ایك اثر روایت کیا جاتا ہے:

جب میرا بندہ میری طرف اپنے دل ودماغ اور جسم کے ساتھ متوجہ ہوتا ہے، تو میں اس کی طرف اپنے بندوں کے دلوں کے ساتھ مودت و رحمت لیے متوجہ ہوتا ہوں"

یہ کہ آپ اللہ تعالی کو سب سے قیمتی اور بلند غرض و غایت بنائیں، اور سب سے اعلی ھدف یہ ہونا چاہیے کہ:

اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اور صرف اپنی عبادت کے لیے ہی پیدا کیا ہے.

سوم:

آپ ہمیشہ بلند درجات کی جانب ہی جائیں، اور اپنی زندگی کا ہدف اللہ تعالی کی رضامندی و خوشنودی بنائیں، اور جنت کے حصول کے لیے عمل کریں، یا پھر سب سے بہتر کامیابی جنت الفردوس کے حصول کی کوشش کریں، اور جتنی بھی استطاعت ہے اس کے مطابق آپ یہ قیمتی اہداف پورے کرنے کی جدوجھد کریں.

چہارم:

تاریخ اسلامی میں صحابہ کرام اور تابعین عظام اور سلف صالحین کو نمونہ بنا کر ان کی پیروی کریں.

پنجم:

آپ ہرمنٹ اور ہر لحظہ کو غنیمت جانیں، اور دل کی ہر دھڑکن کو اپنے ایمانی بیلنس کے خزانے میں رکھیں.

ششم:

نیك اور صالح صحبت اختیار کریں:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" آدمی اپنے دوست کے دین پر ہے، لھذا تم میں ہر ایك یہ دیکھے کہ وہ دوستی کس سے کر رہا ہے"

اسے ابو داود اور ترمذی نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے.

ہفتم:

اعمال صالحہ میں سے افضل اعمال کثرت کے ساتھ کریں، جو آپ کے لیے جلدی اور دیر والی سعادت کا باعث بنے گا.

ہشتم:

قیام اللیل اور سحری کے وقت دعا کرنا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں اس رغب سے ورم آجایا کرتی تھی کہ وہ اللہ تعالی کا شکر گزار بندہ بن سکیں، حالانکہ اللہ تعالی نے تو ان کےسارے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں.

نہم:

قرآنی تلاوت ورد پر ہمیشگی، اور غور وفکر اور تدبر تو قرآن کریم کے اسرار میں ہے.

دہم:

اللہ تعالی کی دعوت کو نشر کرنے کی حرص رکھنا، اور قدر الاستطاعہ دین کے لیے کام کرنا.

اور جب آپ کا ارادہ اس ربانیت تك پہنچنے کا ہے جس کی طرف آپ نگاہیں اٹھائیں ہوئے ہیں، تو پھر آپ ویسے بن کر دکھائیں جس طرح اللہ تعالی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بننے کا حکم دیا ہے:

فرمان باری تعالی ہے:

کہہ دیجئے بلاشبہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا زندہ رہنا اور میری موت اللہ رب العالمین کے لیے ہے.

ربانیت اللہ تعالی کی طرف نسبت ہے، اور یہ نسبت تو صرف اس آیت پر عمل پیرا ہوئے بغیر ہو ہی نہیں سکتی، وہ یہ کہ ہم ہر حالت میں اللہ رب العالمین کے لیے ہی ہوں، اور بن کر دکھائیں.

لھذا ربانیت تو اس کے بغیر آ ہی نہیں سکتی، ربانیت تو اسی طرح آسکتی ہے کہ عبادت کے شامل مفہوم کے مطابق اللہ تعالی کی عبادت کی جائے، اور اس طرح کہ زندگی اور موت، بلکہ حرکات و سکنات ساری کی ساری اللہ سبحانہ وتعالی کے لیے ہوں.

لھذا ہم کلام کریں اور زبان سے کچھ نکالیں تو وہی جس سے اللہ راضی ہو، اور عمل کریں تو ایسا جو اللہ تعالی کو راضی کردے، اور ان اقوال و اعمال میں ہماری نیتیں اللہ سبحانہ وتعالی کی طرف متوجہ ہوں اور اس میں اخلاص پایا جائے، نہ کہ ہم عبادت کو صرف معین اورمحدود وقت میں سر اوپر نیچے کرنے میں محصور کر کے رکھ دیں، یا پھر کچھ مدت کے بعد تھوڑے سے درہم اور روپے نکال دیا کریں، یا ہر سال کچھ محدود ایام کے روزے رکھ لیا کریں، یا ہم اپنی زبانوں کو بعض اذکار اور نہ سمجھ آنے والے کلمات دے کر حرکت دیتے رہیں.

اور اسی لیے جو اعمال اس مرتبہ – ربانیت ـ کی طرف لے جاتے ہیں وہ بے شمار ہیں انہیں احاطہ قید میں لانا ممکن نہیں، اور وہ ہماری زندگی کے ہر شعبہ اور ہمارے وجود کی ہر جگہ پھیلے ہوئے ہیں، جو کہ ہم اور لوگوں پر اللہ تعالی کا فضل و کرم ہے.

صرف اتنا ہے کہ آپ جہاں بھی ہوں، اور جو لحظہ اور وقت بھی آپ کا گزرے، اسی میں گزرے جس سے اللہ تعالی راضی ہو، اور اس میں بسر ہو جس کے متعلق آپ کا خیال ہو کہ اللہ تعالی تمہیں اس کام پر دیکھنا چاہتا ہے، اور اس پر عمل بھی کریں، تو اس طرح آپ ربانی بن جائیں گے.

المرجع:

ماخوذ از: اسلام آن لائن ویب سائٹ

واللہ اعلم .